شذرات

مسلم بنگال کی سات کروڑ آبادی کا ہم سے جدا ہونا اور اس کے نتیجے میں لاکھوں انسانی جانوں کی ہلاکت بلاشبہ ہمارے لئے ایک عظیم درد انگیز سانحہ ہے لیکن اب جب کہ حالات بدل گئے ہیں اور صلح کی فضا ہموار ہورہی ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کی سات کروڑ آبادی والے عظیم ملک سے انتقام لینے اور تا ابد جنگی حالات قائم رکھنے والی پالیسی کچھ اچھی معلوم نہیں ہوتی جو ملکی سیاست کے منافی اور قرآن اور اسلامی روح کے خلاف معلوم ہوتی ہے، قرآن تو دنیا کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے اور ان کے درمیان صلح کرانے کا حکم صادر فرماتا ہے، اور ہم ہیں جو دشمنی اور اختلاف کی خلیج کو اور وسیع کرکے منافرت پھیلا رہے ہیں۔

ہماری بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم اپنی کوتاہیوں پر نظر نہیں کرتے۔ پچیس سال برابر ہمارے سرمایہ دار اور سیاست دان مسلم بنگال کا استحصال بالجبر کرتے رہے، ان کی عظیم آبادی کے ہوتے ہوئے بھی ان کو حقیقی اقتدار سے محروم رکھا گیا، اس کے ردعمل کے طور پر اب جو نتیجہ سامنے آیا ہے اس کو بھی قبول کرکے آئندہ کے لئے صلح، محبت اور آشتی کی فضا ہموار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ بنگلہ دیش سے ہمارے پھر کسی نہ کسی صورت اور شکل میں اچھے روابط قائم ہوجائیں۔ دینی اعتبار سے مسلم بنگال کے مسلمانوں میں فکری وحدت موجود ہے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقے اور دھڑے بندیوں کا وہاں نام ونشان نہیں، جیسا کہ یہاں پایا جاتا ہے۔ صلح کی حالت میں ان کے اندر اخوتِ اسلامی کا جذبہ ابھرنا یقینی بات ہے۔

قرآن مقدس کا مقصود اصلی تمام انسانیت کو اس کے بنیادی اصول ومقاصد کی

کی طرف لوٹانا اور ان میں فتنہ و فساد کی جگہ امن اور آشتی کی فضا قائم کرنا اور استحصال بالجبر کو ختم کرنا تھا، اسی بنا پر قرآن حکیم نے شہنشاہیت کو جو استحصال بالجبر کا بدترین مظہر ہے ختم کرنے کی دعوت دی اور اس کو ختم کر کے اس کی جگہ ایسا نظام قائم کیا جس میں انسانی مساوات، ہر ایک سے انصاف اور اخوت بنیادی اُصول تھے اور قرآن حکیم کا اصلی پیغام انسانیت عامہ کی فلاح و بہبود تھا۔ قرآن مقدس نے جو خدا پرستی کی تعلیم دی اس کی ایک منزل انسانیت دوستی کی ہے۔ اگر کسی انسان کو اپنے خالق سے حقیقی محبت ہے تو لازمی ہے کہ اسے اس کی مخلوق سے بھی محبت ہو اگر اسے مخلوق سے محبت نہیں تو وہ خُدا کی محبّت میں بھی سچا نہیں، خدا پرستی کی حقیقی پہچان تو یہی ہے کہ خدا پرست انسان کو خدا کی مخلوق اور ان کے بندوں سے محبت ہو۔ ہمارے اصفیاء کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جسے صرف اپنے گروہ اور جماعت سے محبت ہے اور وہ دوسروں کو جو ہم عقیدہ نہیں نفرت سے دیکھتا ہے تو وہ سچا موحّد اور خدا پرست ہی نہیں۔

اس ماہ چند ایسے قریبی احباب اور بزرگ اس فانی دنیا سے رحلت کر کے شہر خموشاں میں جا پہنچے جن کی رحلت اور جدائی پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ ان میں بڑا سانحہ جناب مولانا کوثر نیازی کے جواں سال صاحبزادہ فاروق نیازی صاحب کی ناگہانی موت ہے، جوان بیٹا، باپ کی مستقبل کی امیدوں کا سہارا ہوتا ہے، اور پھر اس طرح حادثہ کی موت، باپ کے لئے اتنا عظیم صدمہ ہے کہ جس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ ہم اس المناک حادثے میں مولانا نیازی صاحب کے ساتھ شریک غم ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ پاک مرحوم کو غریق رحمت کرے اور مولانا نیازی صاحب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرے مرحوم بزرگ ہیں لاڑکانہ سندھ کے مولوی حکیم محمد عالم صاحب بلوچ۔ حکیم صاحب استاذ العلماء مولانا دین محمد صاحب مرحوم بھٹی سندھ کے بھتیجے تھے اور حضرت مولانا استاذ میر محمد صاحب نورنگی سندھی کے خاص شاگرد تھے۔ درس نظامی کی تحصیل کے بعد طبیہ کالج دہلی میں داخل ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب الحاج سیٹھ عبداللہ